(قسط نمبر ۴)

ہندو تہذیب اور مسلمان

جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب استاذ تاریخ - جامعہ ملیہ اسلامیہ - نئی دہلی

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو برہان ماہ ۱۹۷۹ء)

اس رسم کے بعد شادی تک ہر تیج تہوار کے موقعہ پر لینے دینے کی کئی رسمیں عمل میں آنے لگی تھیں۔ مثلاً شب برات کو دولھا کے یہاں سے دولہن کے لئے آتشبازی، مہندی، چوڑیوں کے جوڑے، مٹھائی کے خوان جاتے تھے۔ اسی طرح دوسری طرف سے دولھا کے لئے آتشبازی اور مٹھائی وغیرہ آتی۔ دوسرے تیوہاروں مثلاً رمضان، عید، بقرعید اور محرم اور پھولوں کی سیر کے ایام میں آپس میں چیزیں بھیجی جاتی تھیں۔[1]

پنجاب کے علاقے میں اس کے بعد کچھ اور رسمیں ادا ہوتی تھیں مثلاً سیالکوٹ میں ایک میراثی، نائی اور ایک برہمن لڑکے کے گھر جاتا تھا اور جب وہ اس کے گھر پہونچتا تھا تو تھوڑا سا تیل دہلیز پر ڈالا جاتا تھا۔ اس کے بعد وہ گھر میں داخل ہوتا تھا۔ اس رسم کو "تیل ڈالنا" کہتے تھے۔ "منہ جھٹلانے" کی رسم کے بعد کھچڑی کی رسم ادا ہوتی تھی اس موقع پر لڑکے کے والد کے گھر میں نقارے بجائے جاتے تھے اس موقع پر حاضرین لڑکے کے باپ کو ایک ایک روپیہ دیتے تھے جو لڑکی کا حق ہوتا تھا، میراثی و نائی وغیرہ کے رخصت ہونے کے وقت انھیں بدائی (وداعی) دی جاتی تھی۔[2]

گجرانوالہ علاقے کے دولتمند گھرانوں میں "ٹیکا" کی رسم ادا ہوتی تھی۔ اس دستور کے مطابق

---

[1] رسوم دہلی ص ۹۱-۹۴، گذشتہ لکھنو ص ۳۵۱، ۳۵۲ نیز Observations etc., pp. 193-94
[2] Tribes & castes 1, P. 804

لڑکی والے ایک نائی، میراثی، برہمن، اور ایک درزی مع ایک گھوڑے، اونٹ اور لڑکے اور اس کے والد کے لئے کپڑے بھیجتے تھے۔ اس کے علاوہ لڑکے کے لئے ایک انگوٹھی، اکیس روپے نقد مصری کے پانچ کوزے اور کچھ سوکھی کھجوریں بھی ہوتی تھیں۔ [۱]

شادی کی لگن دھرنا | جب طرفین شادی کی تیاریاں کر لیتے اور دولہا دولہن شادی کے لائق ہو جائے تو دولہا کی ماں بہنیں اور قریبی رشتے کی عورتیں مٹھائی کے خوان ساتھ لے کر اور اگر بڑا گھر ہوتا تو باجے گاجے کے ساتھ دولہن کے گھر جاتیں اور تاریخ ٹھہرا کر واپس چلی آتی ہیں۔[۲] اس رسم کو شادی کی لگن بھرنا" کہتے ہیں۔[۳] میر حسن دہلوی نے لکھا ہے کہ اس دن لڑکی والے ایک تھال میں کچھ چیزیں لڑکے والوں کے ہاں ایک رقعہ کے ساتھ بھیجتے تھے جس میں شادی کی تاریخ لکھی ہوتی تھی۔[۴] ہندوستانی مسلمان طرح طرح کے توہمات کے شکار تھے اور اب بھی ہیں لہٰذا اس بنا پر وہ لوگ سال کے کچھ مہینے اور دن مثلاً محرم وغیرہ میں شادی کرنا منحوس خیال کرتے ہیں اس لئے تاریخ کے ٹھہرانے میں مبارک مہینہ، مبارک دن اور مبارک گھڑی کا خاص خیال رکھا جاتا تھا اور اس موقع پر نجومیوں کے مشورہ سے تاریخ ٹھہرتی تھی۔ مثلاً ایک بادشاہ نے اپنے لڑکے کی شادی کے موقع پر نجومیوں کو طلب کیا اور ان سے تاریخ دریافت کی۔

ایک اچھی سی تاریخ ٹھہرائیے ۔۔۔ دیا حکم ہم نے تمہیں آسیئے!
بلا شگون کو بتا سال سن ۔۔۔ مقرر کیا ساعت کا دن![۵]

اگر تاریخ کے ٹھہرانے میں شگون اور بدشگون کا خیال نہ رکھا جاتا اور خدانخواستہ شادی کے

۱۔ Trials & eastern 1 PM. 805-6
۲۔ رسوم دہلی۔ ص ۹۴-۹۵ Observations etc p. 145
۳۔ کلیات سودا۔ جلد دوم۔ ۱۴۳، ۱۶۱، ۱۹۰، ۲۰۸، ۲۹۰، ۲۲۳
۴۔ مجموعہ مثنویات میر حسن دہلوی ص ۱۲۱، تاریخ نجیب آباد۔ ص ۵
۵۔ ایضاً ص ۱۲۱ کلیات سودا۔ ج ۲، ص ۲۱۹، ۲۲۳، ۲۲۹ Observations etc — p 195

دن یا بعد میں کوئی حادثہ پیش آجاتا تو ان کو یہی خیال ہوتا تھا کہ یہ سب کچھ ساعت بد اور منحوس گھڑی کی وجہ سے ہوا تھا۔ حضرت قاسم کی شادی کے دن جو واقعات پیش آئے۔ وہ اس وجہ سے تھے کہ ان کی شادی کی تاریخ منحوس گھڑی میں ٹھہرائی گئی تھی۔

اور کیا کہوں میں بیاہ کی نوبت جو دھرائی ۔ چھاتی ہے زن و مرد کی دن رات پٹائی

مائیوں بٹھانا | دراصل یہ پنجابی رسم تھی اور اس میں دولہن کو مانجھے (یعنی چارپائی) پر بٹھایا جاتا تھا اور رفتہ رفتہ مانجھا بٹھانا مائیوں بٹھانا بن گیا[۵۲] مختصر یہ کہ شادی کی تاریخ مقرر ہونے کے بعد دس پندرہ دن پہلے دلہن کو زرد کپڑے پہنا کر مائیوں بٹھاتے تھے اور لڑکے کو صرف ایک دو روز پہلے۔ اس موقع پر رشتے کی عورتیں جمع ہوتی تھیں اور دولہن کے کپڑے زرد رنگ میں رنگے جاتے تھے، اور اسے نہلا دھلا کر اور سر کی چوٹی گوندھ کر اسے مائیوں بٹھایا جاتا تھا پہلے دولہن کو چوکی پر بٹھاتے تھے پھر سہاگنیں ملیدہ کے سات نوالے اسے کھلاتیں اور اس کے ہاتھ پر اُبٹنا رکھتی تھیں۔ بعد ازیں اس کی ماں اس کے دونوں ہاتھوں میں روپے، ایک پان کا بیڑہ، سات پنڈیاں رکھتی اور کہتی "بیٹی ہم تمہارے فرض سے ادا ہوئے" اس کے بعد دولہن کو بیجا کر ایک کوٹھری میں ایک پلنگ پر بٹھا دیتے اور اس طرح اُسے مقید کر دیا جاتا اور روزانہ اس کے بدن پر اُبٹنا ملا جاتا تھا۔ دولہن کا بچا اور گندھا ہوا اُبٹنا لگن میں اور ڈھائی سیر اُبٹنا کشتیوں میں رکھ کر، کم سے کم سوا سو اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو پنڈیاں مع دیگر سامان کے دولھا کے گھر بھیجی جاتیں۔ ابٹنے کے ساتھ یہ سامان ہوتا تھا۔

ابٹنے کی لگنی، کٹورا، تشتری، شلبچی، آفتابہ، لوٹا، تیتیرا، رکابی کا جوڑا دو سرپوش جس میں ورق لگی ہوئی پنڈیاں بھری ہوئی، گیارہ رومال، نہانے کی چوکی، سوئی، دو لنگیاں، زرد کپڑے۔ یعنی مائیوں کا جوڑا، تیل کی شیشی اور چادر وغیرہ مائیوں بٹھانے کے دن سے سہاگ گھوڑیاں

---

۵۱ کلیات سودا - جلد دوم - ص ۲۴۴، ۱۹۹، ۲۹۹ - Observations etc. P.187, 195

۵۲ رسوم دہلی - ص ۶۹ - کلیات سودا - جلد دوم ص ۱۶۵

گانا شروع ہو جاتا تھا۔ ۵۱

اُبٹنا کھیلنا[۵۲] | دولہا دلہن کو مائیوں بٹھانے کے بعد اندر عورتوں اور باہر مردوں میں ابٹنا کھیلا جاتا تھا۔ اس موقع پر بالکل ہولی کی رنگ پاشی کا سماں بندھ جاتا تھا۔ دولہن کے رشتہ دار دولہن کے ہاں اور دولہا والے دولہا کے ہاں ابٹنا کھیلتے تھے۔ اور اس کے برخلاف دہلی کے قلعۂ معلّٰی میں دولہا والے دلہن کے ہاں اور دولہن والے دولہا کے ہاں ابٹنا کھیلنے جایا کرتے تھے۔ اور بہادر شاہ ظفر کے بعد بھی مغلیہ خاندان کے افراد میں یہ رسم جاری رہی تھی ۵۳

ساچق[۵۴] | اصل رسم حنابندی کا نام ساچق ہے۔ مرزا قتیل نے اس رسم کا تفصیلی ذکر کیا ہے وہ لکھتا ہے

---

۵۱ برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ رسوم دہلی ص ۹۵، ۱۰۰، ہفت تماشا ص ۱۱۶، گذشتہ لکھنؤ ص ۳۵۲ ۳۵۳

Tribes and Castes, I, P. 814.

اس موقع کی ایک اور رسم کا اہلیہ میر حسن علی نے ذکر کیا ہے اس کا نام "موسل میں نارا باندھنا" تھا۔ یہ رسم خالص ہندوانہ تھی۔ اس کے مطابق جب ابٹنا تیار ہو جاتا تھا تو موسل کے ہتھے پر صندل، چھالیا اور پانوں کا تیار کیا ہوا ایک لیپ لگایا جاتا تھا اور ایک نئے لال کپڑے میں چھالیا باندھ کر اس پوٹلی کو اس سے باندھ دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد سات سہاگنیں ابٹنا پیسنے بیٹھتی تھیں۔ اس کے بعد ایک لال کپڑے میں دھان رکھا جاتا تھا اور ایک پان کے پتے کے ساتھ اس موسل کے ہتھے پر نارا سے باندھ دیا جاتا تھا اور بعد میں ظاہرا اس کو گوٹنے میں لگ جاتی تھیں۔ برائے تفصیل ملاحظہ ہو Observations etc, PP 207-208

۵۲ ابٹن ایک قسم کا مرکب ہوتا ہے جو ہلدی اور جو کا بھنا ہوا آٹا، کھلی، چھیل چھبیلا، ناگر موتھا، تج، بالچھڑ، تیزپات اور تیل ڈال کر پانی میں گھولا جاتا ہے اور منہ بدن کی صفائی کے لئے لگایا جاتا ہے۔

Observations P. 207

۵۳ - برائے تفصیل ملاحظہ ہو گذشتہ لکھنؤ ص ۳۵۲ - ۳۵۳ - رسوم دہلی ص ۱۰۰ - ۱۰۱

۵۴ ساچق، ترکی لفظ ہے مگر رسم شاہی میں مستعمل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک ادا اصل اس رسم کو اپنے ساتھ لائے تھے۔

کہ اس موقع پر مٹکیوں کو پوتا جاتا تھا اور ان پر پھول بوٹے بنائے جاتے تھے۔ ان میں نُقل بھرا جاتا تھا جو شکر اور چنے کے آٹے سے تیار ہوتا تھا اور پستہ، بادام اور مصری سے انھیں پر کیا جاتا تھا۔ چار مٹکیوں کو ایک تخت پر رکھتے تھے۔ ہر ایک تخت کو ایک مرد اٹھاتا تھا اور ان تختوں کی کمی و بیشی لڑکے کے والدین کی مالی اور معاشی حالت پر منحصر تھی۔ اور اسی طرح آرائش کے تختے[1] جاتے تھے۔ چیزوں کی کمی و بیشی طرفین کی مالی اور

---

[1] مرزا قتیل نے ان تختوں کی تفصیل یوں بیان کی ہے "یہ تختے کاغذ اور ابرق کو کاٹ چھانٹ کر کاغذی پھولوں کے درختوں کو سبز پھولوں کے ساتھ جماتے ہیں۔ اور میوہ دار درخت بناتے ہیں جیسے سیب، انجیر، انگور، انار، اور دوسرے ہندوستانی میوے مثلاً از قسم نارنگی اور شریفہ اور ان کے علاوہ پری طلعت عورتوں اور ہر قسم کے مرد یعنی مغل، فرنگی اور دکھنی لوگوں کے کاغذی مجسمے بنا کر جُدا جُدا ایک تخت پر بٹھاتے ہیں۔ ہفت تماشا۔ ص ۱۴۰

[۲] اشیاء میں امیروں کے ہاں چاندی کا "سہاگ پُڑا" اس میں دو سونے چاندی کی کنگھیاں، سہاگ کا عطر، اور منقش شیشیوں پھلیل، تھیلی جس میں چھیل چھبیلا، ناگر موتھا، بالچھڑ، چھوٹی الائچیاں، کپور کچری، لونگیں چنپا کی جڑ، ہلدی، جوز، جوتری، تیز پات، صندل، زعفران، مشک دانہ، اور مستی کی دو پڑیاں ہوتی تھیں۔ چاندی کی چار ٹھلیاں، دو میں دودھ اور دو میں شربت بھرا ہوا، سوا پانچ سیر کھانڈ پانچ سیر قند، ڈھائی سیر مہندی کے تین پڑے باوا فرید کے نام کے جن پر چاندی سونے کے خول چڑھے ہوتے تھے۔ گیارہ سیر مہندی، پانچ سیر کلاوہ پچیس من نقل، پانچ من قرص، گیارہ من میوہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کے علاوہ ایک جوڑا برات کا، برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ ہفت تماشا۔ ص ۱۴۰-۱۴۲۔ گلزار شجاعی ص ۲۰۵ رسوم دہلی۔ ص ۱۰۱-۱۰۴، گذشتہ لکھنؤ ص ۳۵۳۔

مولانا عبدالحلیم شرر نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان ٹھلیوں پر عموماً سوہے کا کپڑا ناڑے سے بندھا ہوا ہوتا تھا اور جلوس میں ان سب گھڑوں کے آگے چاندی کی ایک دہی ٹکی ہوتی تھی اور اس کے منہ پر سوہا ناڑے سے باندھ دیا جاتا تھا اور اس کے گلے میں مبارک فال کے لئے دو ایک مچھلیاں بھی بندھی ہوتی تھیں۔ برائے تفصیل ملاحظہ ہو گذشتہ لکھنؤ۔ ص ۳۵۳

سماجی حالت پر موقوف تھی۔ علاوہ ازیں میوے کے چند خوان ہوتے تھے اور پھولوں کے ہار اور دوسرے زیور مثلاً بازو بند، اور دست بند برائے دلہن۔ پھر اپنے رشتہ داروں کو لے کر حسب حیثیت ہاتھی یا گھوڑے یا میانہ پر اور عورتوں کو میانہ، چوپالہ، ڈولی، پر سوار کرکے اور دولہا کو ہاتھی یا خاندانی رسم کے مطابق گھوڑے پر سوار کرکے بڑی شان و شوکت کے ساتھ دولہن کے گھر جاتے تھے[1] دولہن کے گھر پہونچنے پر دولہا کو ایک مسند پر بٹھلاتے تھے۔ بعد ازیں رقص و سرود شروع ہوجاتا تھا جب دوپہر رات گذر جاتی تو گلاب سے معطر کیا ہوا شربت پیش کیا جاتا تھا۔ دولہن کی طرف کے لوگ اس شربت کو اس صورت میں مجلس میں لاتے تھے کہ جگ تو ایک ہاتھ میں ہوتی تھا اور چینی یا شیشہ کے چھوٹے چھوٹے پیالے چاندی یا کسی دوسری دھات کی تھالی میں رکھے ہوئے کسی دوسرے آدمی کے ہاتھ میں ہوتے تھے پہلا شربت دولہا کو پلایا جاتا تھا اور اس کے بعد دوسروں کو، دولہا کے لئے یہ ضروری تھا کہ شربت چکھنے کے بعد پانچ روپے یا کم یا ایک دو اشرفی اس تھال میں ڈالے اور ایک دو روپے لگن میں بھی ڈالتا تھا۔ دوسرے لوگ بھی شربت چکھنے کے بعد زر نقد تھالی میں ڈالتے تھے مختصر یہ کہ یہ شربت صرف چکھنے کے لئے ہوتا تھا پینے کے لئے نہیں بعضے تو لبوں سے چھو کر پیالہ رکھ دیتے تھے مگر مقررہ رقم تھالی میں ضرور ڈال دیتے تھے۔

اس کے بعد پہلی سی شان و شوکت کے ساتھ دولہا اپنے گھر واپس آتا تھا[2]۔ یہ رسم امیر و غریب سب کے ہاں عمل میں آتی تھی۔ اجیت سنگھ راٹھور کی لڑکی سے فرخ سیر بادشاہ کی شادی کے موقع پر یہ رسم ادا ہوئی تھی اور بادشاہ نے بڑی شان و شوکت سے ساچق کی چیزیں دلہن کے گھر بھیجی تھیں

---

[1] ہفت تماشا ص ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، رسوم دہلی ص ۱۰۷، گذشتہ لکھنؤ ص ۳۵۳ کلیات سودا جلد دوم

کسی ساچق کا دیکھا ہے یہ آئین   کہ تم کے سر کٹا کر مٹکیاں کیں

بنا ئیں کھانچیاں نیزوں پہ دھرلیں   چلے دولہن کے گھریوں لے مٹھائی ص ۲۱۹

نیز ص ۱۶۷، ۱۶۱، ۲۱۹، ۲۶۲ یہ رسم منگنی کے وقت بھی ادا کی جاتی تھی دیکھئے Observations P. 192-93

Observations etc, P.P. 199-200

[2] ہفت تماشا ص ۱۴۴

مؤرخ کا بیان ملاحظہ ہو:

اسباب ساچق را ترتیب لائق و آئین گزین را لحاظ ساختند و حضرت خدیو جہاں و خاقانِ زماں .... تشریف فرمودہ .... و اسباب و اشیاء مذکورہ را کہ خلاصہ نفائس بحر و کاں بود بنظر انور در آوردہ تورہ ہا بہ بیگمان عفت نشان را آنجملہ خوان کہ در ہر یک یازدہ پارچہ قطع ناکردہ بود با دو رقم جواہر کہ نہ لاک روپیہ قیمت داشت، بقدوۂ مخدرات اسوۂ مطہرات ملکہ ملکی ..... حضرت بیگم صاحبہ و دیگر بیگمان از ہژدہ پارچہ تا یازدہ پارچہ کہ با اکثر آں چیزے چند از جواہر نیز بود، مرحمت فرمودند و حکم نمودند کہ خوانہائے تنقلات و فواکہ و عطریات را خواجہ خواصان داروغہ خاصہ در دیوان عام پردہ بجہت امرائے عظام و مقربان بارگاہ . . . بفرستند[۵۱]

اسی طرح اپنے بیٹے مغل علی خاں کی شادی میں قاسم علیخاں نے تحائف ساچق میں خشک میوے اشیائے خوردنی پچاس خوان رنگ برنگ اور قسم قسم کے کپڑے، عطریات، ہار اور پان خانۂ عروسی کو بھیجے تھے۔[۵۲]

---

۵۱ صحیفۂ اقبال - ص ۳۱ (الف)

۵۲ گلزار شجاعی ص ۲۲۲ - اپنے لڑکے شجاع الدولہ کی شادی میں نواب صفدر جنگ نے رسمی چیزوں کے علاوہ پندرہ سو چاندی کے پیالے بھی بھیجے تھے - اخبار محبت ص ۴۸۰ - اسی طرح نواب آصف الدولہ کی شادی کے موقع پر رسم ساچق اعلیٰ پیمانہ پر ادا کی گئی تھی - "ساچق با تمام جلوس کہ قریب پنجہزار رٹھلیہ گلی نقاشی گوناگوں و چند ازاں از نقرہ پُر از میوہ و نقل و خوانہائے لوازمات و قند و ہار گل و برگ تنبول بمع یکہزار (کذا) طلا و نقرہ و شیشی ہائے عطر و پھلیل و کشتیہائے پوشاک نفیس و جواہر کہ تعداد آں بہزاراں می رسید و قریب دو ہزار تخت و چوکی وغیرہ گلکاری از موم و کاغذات آرائش و ہر گونہ اقسام لوازمات کہ از اندازہ شمار بیروں بود، بہ تمام شوکت و حشمت نواب شجاع الدولہ بخانہ شولہ پوری زوجہ قمر الدین خاں بُرد ، گلزار شجاعی ۴۰۸

۵۳ ہفت تماشا ص ۱۴۳، گذشتہ لکھنؤ ص ۳۵۴، رسوم دہلی ص ۱۰۷ - ۱۰۹
Observations etc, P.P 200 -

حنابندی | ساچق کے روز یا اگلے دن یا اس کے دو تین دن بعد اگر کوئی خاص وجہ مانع نہ ہوا تو شب حنابندی قرار پاتی تھی[1]

اس کا طریقہ یہ تھا کہ دولہن کے گھر سے اس طرف کے لوگ دولہا کے واسطے مہندی اس صورت میں لائے تھے کہ آرائش کے تختے جو ساچق کے روز دولہا کے گھر سے گئے تھے، اسی جگہ چھوڑ دئے جاتے تھے، کیوں کہ قاعدہ یہ تھا کہ واپسی کے وقت داماد کے ساتھ آرائش واپس نہیں آتی بلکہ حنابندی کی رات کو دولہن کے گھر سے اس کے گھر پہونچا دیتے تھے تاکہ شادی کے روز فریق ثانی اسے دوبارہ برات کے ساتھ لے کر آئے، اور دیگر سامان مثلاً نقارہ، ضروری ساز و سامان و آرائش و آتش بازی کے ہمراہ بھائی اور دولہا کے ہمراہی، دوسرے عورت و مرد اور رقص کرنے والی عورتیں آگے آگے ہوں، لیکن دولہا کے ماں باپ اور بڑا بھائی وغیرہ جو عمر کے لحاظ سے اس کے باپ، کے برابر ہوں، حنا کے ساتھ نہیں جاتے تھے بلکہ ساچق کے روز اور شادی کی رات کو بھی مجلس میں نہیں بیٹھتے تھے مختصر یہ کہ حنا پہونچنے کے بعد دولہا کو زنان خانے میں بلاتے تھے تاکہ رشتے کی سالیاں اس کے ہاتھوں پاؤں میں مہندی لگائیں اور جب وہ مہندی لگا چکتیں تو دولہا کے لئے ضروری تھا کہ کچھ روپے بطور نیگ انہیں دے۔ اگر ان میں سے کوئی دولہا سے بڑی ہوتی تو وہ دولہا کو سلامی میں روپے دیتی۔

علاوہ ازیں مہندی کے ساتھ دولہا کے لئے وہ جوڑا بھی جاتا تھا جو وہ شادی کے دن پہن کر فریق ثانی کے گھر آتا تھا۔ اس جوڑے میں عام طور پر عہد مغلیہ کے درباری وضع کا خلعت، شملہ، جیغہ، سرپیچ اور مرصع کلغی ہوتی تھی اور اگر لڑکی والے صاحب ثروت ہوتے تھے تو موتیوں کا ہار اور سونے کا سہرا بھی ہوتا تھا[2]۔ مہندی کے طباقوں کے علاوہ سو پچاس طباقوں میں ملیدہ

الف۔۱ کلیات سودا۔ جلد دوم ص ۱۶۱۔ [1] گذشتہ لکھنؤ ص ۳۵۴، ہفت تماشا ص ۱۴۳ نیز ملاحظہ ہو:۔ نادرات شاہی ص ۱۰۸، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۲۲، ۱۲۳، [2] گذشتہ لکھنؤ، ان طباقوں میں "سبز و سرخ شمعوں کو نصب کرکے روشن کر دیتے ہیں اسی طرح کے مہندی کے بہت سے طباق روشن ہوتے ہیں جو مہندی کے جلوس

بھی ہوتا تھا جو خرموں کو کوٹ کر بنایا جاتا تھا[51]

رقص و سرود | حنا بندی کی حالت میں باہر دولہا والوں کے سامنے مردانہ مجلس میں ڈومنیاں سرو بدھائی گاتی تھیں۔ اس موقع پر اور شادی کے دوسرے موقعوں ستھنیاں بھی گائی جاتی تھیں اس رات کو اس مجمع کی ہر عورت حسب خواہش دولھا کو فحش باتیں سناتی تھی۔ کوئی شخص اس کی اس حرکت پر مزاحم نہیں ہوتا تھا[52]۔ ضروری مراسم کے بعد اسی طرح شربت پلایا جاتا تھا جس طرح دولھا والوں کی طرف سے سسرال والوں کو شربت پلایا جاتا تھا اور تھالی میں روپے لے کر سمدھن کو

---

۵۱ گذشتہ ... ص ۳۵۴ Observations etc. 201

۵۲ ان گیتوں میں اکثر گالیاں موزوں کی جاتی تھیں۔ اکثر ذومعنی فقرے ہوتے تھے یعنی ان کے دو پہلو ہوتے تھے۔ ایک پہلو سے بدتہذیبی اور دوسرے سے تہذیب ظاہر ہوتی تھی۔ مرزا قتیلؔ نے ان گیتوں کی تفصیل ان الفاظ میں لکھی ہے:۔

"ستھنی ہندی کے چند الفاظ ہیں جن کا مجموعہ خاص وزن اور قافیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے بول بہت فحش ہوتے ہیں اور مردوں کے لئے مخصوص ہیں۔ گاتے کے وقت عورتیں جس شخص کا نام چاہتی ہیں، اس میں شامل کر لیتی ہیں بعض کا کہنا ہے کہ یہ امیر خسروؒ کی ایجاد ہے ... لیکن امیر خسروؒ کے بعد دوسرے لوگوں نے ستھنیاں اختراع کی ہیں اور اب بھی موزوں کرتے ہیں، یہ مردوں پر موقوف نہیں۔ عورتیں بھی فحش الفاظ جمع کر کے ستھنیاں موزوں کر لیتی ہیں اور اس میں برادری اور شہر کے وضع و شریف مردوں اور عورتوں، کنیزوں، غلاموں، اور نوکروں کے نام بھی شامل کر لیتی ہیں اور با آواز بلند بے دھڑک گاتی ہیں۔ اگر اس زمانے میں یہ عورتیں کسی ضرورت سے لڑکی کے گھر یا کسی دوسری جگہ جاتی ہیں تو سر بے پیدل اور بے پردہ ہو جاتی ہیں اور کوچہ و بازار میں ہر دس قدم پر ٹھہر ٹھہر کر ایک فحش ستھنی گاتی ہیں اور پھر بڑھ جاتی ہیں"

برائے تفصیل ملاحظہ ہو ہفت تماشا ص ۱۱۶-۱۱۷ سودا نے بدھاوا (بدھائی۔ مبارکبادی) اور شہانے

(باقی بر صفحہ ۶۶ پر)

دے دیا جاتا تھا۔ اِس کے بعد وہ لوگ واپس آجاتے تھے۔[۵۱]

شاہِ عالم ثانی نے خاندانِ مغلیہ میں شادی کی دیگر رسموں میں "بیاہ کی مہندی" کے عنوان سے اس رسم کے لوازمات کو اپنے خاص انداز میں بیان کیا ہے۔

آرائش کا ساتھ ہونا

باجت، نوبت دوارے، ہوت گن جن، دیکھے چاؤ سو بھا حضرت پیر دستگیر کی
نیچے جواہر کے خوان بین بنائے دھری روشن، کیسی کیا ایسی زندہ پیر کی
مکتا کی جھالریں لگی ہیں خوان پوش میں تیسی بنی ہے بہار زرن کے چیر کی
کیسی ہی پیاری آج شاہ عالم نے مہندی بنائی کیا اچھی تدبیر کی[۵۲]

سمدھنوں کا راستہ روک کر کھڑا ہونا

دیکھو نکسی مہندی اکبر شاہ کی سب نار بنی پیاری
سب سمدھن مل دوار روک کھڑیں لے ہاتھوں چھڑیاں[۵۳]

گانا بجانا اور مبارکباد دینا

آج مہندی مرزا اکبر شاہ پیارے بنے کی دیکھ کیسی نیکی بن آئی
اچھی جگمگات، روشنائی رنگا رنگ کی سب گنی گائے بجائے دیت بدھائی[۵۴]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نامی گیتوں کا ذکر کیا ہے۔ کلیاتِ سودا۔ جلد دوم ص ۱۶۱، ۲۰۷، ۲۲۰۔ [۵۰] ہفت تماشا ص ۱۱۶، ۱۱۷

[۵۰] برائے تفصیل ملاحظہ ہو ہفت تماشا ص ۱۴۳۔ چہار گلزارِ شجاعی ص ۲۱۱، ۲۰۵، کلیاتِ سودا جلد دوم ص ۲۰۸، ص ۲۶۰، ۲۶۲، ۲۱۹، ۱۸۴، ۱۶۵، ۱۶۱، ۱۶۰، مثنوی میر عبدالجلیل بلگرامی ص ۹ ب

Observatons etc P. 202 -

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

[۵۱] نادراتِ شاہی۔ ص ۱۲۳، ۱۱۹، ۱۲۲،

[۵۲] ایضاً ص ۱۱۳، کلیاتِ سودا۔ ج ۲۔ ص ۲۲۰، ۲۲۹ -

[۵۳] ایضاً ص ۱۱۹ -

نوشہ کے مہندی رچانا اور رقص وسرود ہونا

اے ری مائی، گائے بجسائے آنندسوں رجھاؤ
اکبر شاہ کی مہندی اینک، جتن سوں رچاؤ[۵۱]

اس موقع پر غربا میں خیرات (دان) بھی ہوتی تھی۔

اے ری سکھی۔ چلو مہندی دیکھنے پیارے پیے کی انوکھی
سب گئی مل دیھو مبارک، دان پایہہ موہی دان پابھر موکھی[۵۲]

برات

دولہا کی تیاری اور برات کی روانگی سے قبل بہت سی رسمیں عمل میں آتی تھیں۔ سودا نے ان رسموں کا حضرت قاسم کے بیاہ کے بیان میں ذکر کیا ہے۔ مثلاً

بندھوار | دولہا دولہن کے گھروں کے دروازوں پر آم کے پتوں کی مالائیں بنا کر شگون کے لئے آویزاں کرتے تھے۔[۵۳]

"یہ بندھوار شادی کی بندھی دولہا دلہن کے گھر"[۵۴]

منڈوا[۵۵] | لڑکے کو عروسی لباس پہنانے اور دولھا بنانے سے پہلے منڈوا کے نیچے بٹھا کر نہلایا جاتا تھا، اور اس کام کو نائی کرتا تھا جو میراثی کہلاتا تھا۔

"منڈھے کے نیچے نوشہ کو نھانے کی نہ دی فرصت"[۵۶]

---

۵۱ نادرات شاہی ص ۱۰۸ ۵۲ نادرات شاہی ص ۱۱۵

۵۳ ہفت تماشا۔ ص ۱۱۶ - ۱۱۷ ۵۴ کلیات سودا ج ۲ - ص ۱۶۲

۵۵۔ لکڑی کے چار کھمبے گاڑکر اور اس کے اوپر پتوں یا کپڑے سے چھایا کر دیتے تھے۔ ہندوؤں میں اب بھی یہ رسم جاری ہے اور دیہات کے مسلمان بھی منڈوا کے نیچے دولہا کو نہلاتے ہیں۔

۵۶ کلیات سودا۔ جلد دوم۔ ص ۲۰۸، ۳۴۳، 219، 229 -

نہانے سے قبل جو لباس نوشہ کے بدن پر ہوتا تھا وہ نائی کو دے دیا جاتا تھا۔ [۵۱]

تیل چڑھانا | غسل سے پہلے نائن نوشہ کے جسم پر تیل ملتی تھی اور یہ رسم "تیل چڑھانے" کے نام سے موسوم ہے۔ [۵۲]

نائن کہے کہ شرم سے دولہا ہے سرنگوں
اب کیوں کر تیل روئے مقدس کو میں ملوں [۵۲]

بعد ازیں گرم پانی سے نوشہ کو نہلایا دُھلایا جاتا تھا۔ [۵۳]

کنگن [۵۴] باندھنا | نوشہ اور دلہن کی بائیں کلائی میں کنگن باندھا جاتا تھا۔ اس کو "شادی کا ڈورا" بھی کہتے تھے۔ باندھا کنگن تیرے سکھ کرنے کو ہاتھ [۵۵]

سہرا [۵۶] | بری کے دستور کے مطابق جس کا پہلے ذکر کیا جاچکا ہے، نوشہ کا شادی کا جوڑا دلہن کے گھر سے

---

[۵۱] ہفت تماشا۔ ص ۱۱۵ [۵۲] کلیات سودا۔ جلد دوم ص ۱۶۲، ۱۴۳، ۱۶۵،
نیز ملاحظہ ہو۔ Tribes and Castes, I, P. 814

[۵۳] کلیات سودا۔ جلد دوم، ص ۲۰۸

[۵۴] ہفت تماشا۔ "یہ بھی ایک رسم تھی کہ ایک انگشتری ریشم میں باندھ کر لڑکی اور لڑکے کو پہناتے تھے
اسے کنگنا کہتے تھے۔ ص ۱۱۶ – یہ رسم مایوں بٹھانے کے دن ادا ہوتی تھی۔ ہفت تماشا ص ۱۱۶۔

[۵۵] کلیات سودا۔ جلد دوم ص ۱۹۰ – ۱۹۲، ۲۱۶ ہفت تماشا ص ۱۱۶۔
Tribes & Castes, I, P 814.

[۵۶] آنندرام مخلص نے سہرے کی بناوٹ کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے۔
"عبارت است از چیزی کہ از مروارید یا از مقیش یا از گلہائی سازند وہنگام عروسی داماد
مرتبہ می بندد و این رسم ہندوستانی است" مراۃ الاصطلاح ص ۲۵ ب نیز ملاحظہ ہو ہفت تماشا ص ۱۲۵
Observations, I, P. 204
بادشاہوں اور امیروں کے سہرے بڑے قیمتی ہوتے تھے۔ امیر الامرا حسین علی خاں کی شادی
کے موقعہ پر اس کے سہرے کی تیاری میں پچیس ہزار روپے صرف ہوئے تھے۔ تذکرہ آرزو (قلمی) ص ۱۱۷۔

آتا تھا۔ اور اب بھی آتا ہے اور یہی جوڑا پہن کر وہ شادی کے لئے جاتا تھا[۱] اُس زمانے میں جوڑا زرد رنگ کا ہوتا تھا[۲] اِس زمانے میں تعلیم یافتہ طبقے میں شیروانی دی جاتی ہے اور رنگ کا کوئی خاص خیال نہیں رکھا جاتا ہے مگر اس زمانے میں نجومی سہرا باندھنے کا وقت بھی مقرر کرتا تھا[۳] سہرا باندھنے کے بعد نوشہ کے گلے میں پھولوں کے ہار اور گجرے ڈالے جاتے تھے۔[۴] دیگر کپڑوں کے علاوہ اس کے کندھوں پر ایک قیمتی شال بھی ڈالی جاتی تھی[۵] سر پر پگڑی باندھی جاتی تھی۔

زیورات | صاحب جاہ وحشمت گھرانوں میں نوشہ کو زیورات بھی پہنائے جاتے تھے۔ بادشاہو اور امیروں کے ہاں اس کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ اپنی شادی کے موقع پر فرخ سیر بادشاہ نے قسم قسم کے جواہرات، پکھراج اور سہرے، بجبند، گلوبند اور انگوٹھیاں پہنی تھیں۔ نچلے اور متوسط طبقے اور دیگر پیشہ وروں کے ہاں بالعموم نوشہ کے گلے میں طوق یا ہنسلی اور ہاتھوں میں کڑے ڈالے جاتے تھے، اور ہاتھ میں لوہے کا کوئی ہتھیار یا کٹارہ ہوتی تھی[۶]

---

[۱] مرآۃ المسرفین ص ۴۷، گزشتہ لکھنؤ ص ۴۵۴ کلیات سودا ج ۲۔ ص ۲۲۹ برائے لباس ملاحظہ ہو۔

Observation. etc P. 204

[۲] ہفت تماشا۔ ص ۱۱۵، ۱۴۶، دیوان مصحفی ج ۲ ص ۱۲۹ الف و ب

[۳]۔ کلیات سودا۔ جلد دوم

"کس ساعت میں باندھا سہرا جن نے تیرا سر کٹوایا" ص ۱۹

کپڑے بیوتتے جو پہننے کے لئے بیاہ کی رات

کیا گھڑی تھی وہ کہ نوشہ کی ہوئی قطعہ جات ص ۱۹۸

[۴] کلیات سودا جلد دوم ۱۸۴، ۱۹۷، ۱۹۸، ۲۰۸، ۲۶۰، ۲۶۳ [۵] کلیات سودا۔ جلد دوم ۱۸۴، ۱۹۷، [۶] مثنوی میر عبد الجلیل بلگرامی ص ۱۲ ب۔ ۱۳ الف۔ نیز ملاحظہ ہو۔

(باقی صفحہ پر)

مختصر یہ کہ جب دولھا شادی کا جوڑا پہن لیتا اور دوسری رسمیں ادا ہو جاتیں تو اسے مسند پر بٹھا دیا جاتا اور وہ عورتوں کے رقص کا تماشا دیکھنے میں مصروف ہو جاتا تھا۔ جب ناچنے والیوں میں سے ایک عورت ناچتے ناچتے تھک جاتی تھی تو اس مجمع کا منتظم جسے بھڑوا کہتے تھے، مجلس کے کسی معمر آدمی کے اشارے پر اسے بیٹھنے کا حکم دیتا تھا، عطر، پان اور دھنیا جو چاندی کے برتنوں میں ہوتی تھی۔ پیش کرے اور دولھا کے سوار ہونے کے وقت تک یہ ہنگامہ اسی طرح جاری رہتا تھا۔ [۵۱]

جب برات کا ساز و سامان تیار ہو جاتا تو خاندانی رسم کے آئین کے مطابق گھوڑے یا ہاتھی بالعموم گھوڑے[۵۲] پر، مع شہ بالا[۵۳] کے سوار کرکے بڑے تجمل کے ساتھ یعنی کاغذ کے بنے پھولوں، جھاڑوں اور تختوں کی آرائش روشنی، آتشبازی اور ساز و نوبت خانہ کی قسم کی دوسری چیزوں کے ساتھ دولہن کے گھر کے لئے روانہ ہو جاتے تھے، عام طور پر آدھی رات کے بعد ہی برات روانہ ہوتی تھی[۵۴] یہ بات دھیان میں رکھنی چاہئے کہ ہندوؤں کے ہاں عام طور پر پھیرے صبح کے وقت پھرتے تھے اور اسی لحاظ سے مسلمانوں کے ہاں بھی نکاح صبح کو ہوتا تھا۔ دیہاتوں میں اب بھی یہی رسم ہے۔

(باقی)

(بقیہ حاشیہ ص ۶۹)

Memoirs of Delhi and Faizabad, II, P. 238

۵۰ کلیات ہدایت (قلمی) ص ۳۲۴

(حاشیہ ص ہذا)

۵۱ ہفت تماشا۔ ص ۱۴۶

۵۲ دولھا کو گھوڑے پر سوار کرنے کی رسم خالص ہندوستانی تھی۔ عبدالرزاق بانسوی کا بیان ہے "مناکح را موافق رسم ہندوستان بر اسپ سوار کردند" ملفوظ رزاقی ص ۸۵ ۵۳ ہفت تماشا۔ دولہا سے کم عمر کے کسی لڑکے کو بھی اس کے پیچھے گھوڑے پر بٹھاتے ہیں۔ اس لڑکے کو ترکی میں ساق دوش اور ہندی میں شہ بالا کہتے ہیں ہفت تماشا ص ۱۱۱
۵۴ گذشتہ لکھنؤ، ص ۳۵۴ نیز Tribes and Castes, I, P. 816.